اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

آئینِ تحفظِ ختمِ نبوت زندہ باد

نظامِ خلافتِ راشدہ زندہ باد

خلافتِ راشدہ

حق چار یار

مذہب اہل السنت والجماعت زندہ باد

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

حضرت عمر فاروق رضؓ

حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ

حضرت علی المرتضیٰ رضؓ

یادگارِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مُصنّفہ

حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہلسنت پاکستان

شائع کردہ

تحریک خدام اہلِ سُنت چکوال ضلع جہلم پاکستان

فون ۱۵۸

قیمت ۵۰ پیسے

خدّام اہلسنّت کی دعاء

از حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدّام اہل سُنّت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۳ھ — ۶ فروری ۱۹۷۳ء

خدایا اہل سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے — خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں — رسول اللہ کی سنت کا ہر سُو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو — ابوبکرؓ و عمرؓ۔ عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں — وہ ازواجِ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہمکو — تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچمِ اسلام کو بالا — انہوں نے کر دیا تھا روم و ایران کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچمِ اسلام لہرائیں — کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل — عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہو آئینی تحفظ[1] ملک میں ختمِ نبوت کو — مِٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خُدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی — رسُولِ پاکؐ کی عظمت۔ محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صَرف ہو جائے — تیری راہ میں ہر اک سُنّی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنّت کے رہیں خادم — ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں — تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیرا غفراں

---

[1] الحمدللہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونو گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوادِ اعظم اہل السنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی اقتدار کے خلاف اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے معرکۂ کربلا میں جو قربانی پیش کی ہے اس میں آپ کو اپنی بلند شان کے مطابق مرتبہ شہادت نصیب ہوا ہے۔ امام حسین رضؓ دین و شریعت کے مبلّغ اور محافظ تھے۔ خلوص و تقویٰ کا پیکر تھے۔ حسب ارشاد نبوی جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ آپ کی شخصیّت محض ذاتی اور خاندانی اقتدار کی ہوس سے بالاتر ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا دین کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کیا۔ بعض مدعیانِ اسلام حضرت امام حسین رضؓ کو شہید نہیں مانتے۔ یہ لوگ خارجیت کے علمبردار ہیں یا غیر شعوری طور پر ان سے متاثر ہیں حجۃ الاسلام حضرت مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مفصل مکتوب میں حضرت حسین رضؓ کی شہادت کو شرعی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ یہ فارسی مکتوب حضرت نانوتوی کے مجموعہ مکتوبات بنام "قاسم العلوم" میں شائع ہو چکا ہے جس کے مترجم جناب مولینا پروفیسر محمد انوار الحسن صاحب شیر کوٹی فاضل دیوبند مرحوم ہیں۔ اس مکتوب میں حضرت مرحوم فرماتے ہیں کہ:-

چوں ایں مقدمات شانزدہ گانہ تمہید یافت اعتراض شیعان خود پاش پاش

شُد و بطور سُنیاں در شہادت جگر گوشۂ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم امام الشہدا آنحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وعن اولادہٖ جائے انگشت نہادن نماند و ہم چنیں در ولی عہد کردن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید را خدشہ موجب انکار نہ بر آمد۔ (ترجمہ) "جب یہ سولہ مقدمات تمہید کے طور پر بیان ہو گئے تو شیعوں کے اعتراض کی دھجیاں بکھر گئیں اور سُنیوں کے طرزِ فکر کے مطابق رسول انس و جن صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ، شہداء کے امام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وعن اولادہ کی شہادت پر انگلی اٹھانے کی گنجائش نہ رہی اور اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید پلید کو ولی عہد بنانے میں بھی کوئی خدشہ موجب انکار نہ نکلا۔" (قاسم العلوم مترجم اردو صہ ۱۲۳) حضرت امام حسین رضی کے بارے میں بہت زیادہ افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ رافضی آپ کو دیگر ائمہ اہل بیت کی طرح بذریعہ وحی خدا کی طرف سے نامزد امام معصوم مانتے ہیں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ وغیرہ انبیائے سابقین علیہم السلام سے بھی افضل مانتے ہیں العیاذ باللہ۔ اور خارجی فرقہ کے لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی کافر قرار دیتے ہیں اور حضرت امام حسین رضی کی بھی توہین و تکفیر کرتے ہیں۔ لیکن اہل السنت والجماعت ان دونوں کے خلاف مسلک حق

واعتدال پر قائم ہیں۔ وہ ان حضرات کو اپنے اپنے درجہ پر تسلیم کرتے ہوئے ان کی محبت کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں۔ نہ انبیاء اور خلفائے راشدین پر انکو فوقیت دیتے ہیں اور نہ کسی پہلو سے ان کی تنقیص و توہین کرتے ہیں۔ حضرت مولینا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "منصب امامت" میں امامت کے متعدد اقسام بیان کئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔ "پس خود خلیفہ سیاست ایمانی میں نبی کے مشابہ ہے اسی واسطے اسے امام کہتے ہیں ــــ پس نمازیوں کی جماعت کا متبوع ادائے نماز میں نبی کے مشابہ ہے اور وہی نماز کا امام ہے حاصل کلام یہ کہ جو کوئی مذکورہ کمالات میں سے کسی کمال میں انبیاء اللہ سے مشابہت رکھتا ہو وہی امام ہے۔ وہ کمال لوگوں کے درمیان خواہ اس لقب سے مشہور ہو یا نہ۔ پس بالضرور کوئی اکابر امت میں امام المجبوبین ہوگا اور کوئی امام المعظّمین فی الملائکۃ المقربین۔ کوئی امام السادات۔ کوئی امام الملہمین ــــ کوئی امام القضاۃ اور کوئی امام المجتہدین ہوگا وغیرہ۔" (منصب امامت مترجم اردو صـ۵۹) نیز فرماتے ہیں پس مطلق لفظ امام سے صاحب امامتِ باطنہ سمجھا جاتا ہے اور بس۔ کسی امام سے ظہورِ ہدایت کی قلت اس کے درجہ عُلو و کمال کے سقوط یا کمی کا باعث نہیں بن سکتی۔ یہی ائمہ اہل بیت ہیں کہ ان میں سے ایک امام جعفر صادق

جو پیشوائے عالم اور رہنمائے بنی آدم ہیں۔ ایک ان میں سے انکے جدّ امجد حضرت سجاد ہیں جو سوائے چند اکابر اہل بیت کے بہت کم لوگ ان سے مستفید ہوئے" (صـ۲) اور تحریر فرماتے ہیں کہ :۔ امامت تامہ کو خلافت راشدہ۔ خلافتِ علی منہاج النبوّت اور خلافت رحمت بھی کہتے ہیں"۔ (صـ۹)
بعض لوگ ان حضرات کے لئے امام کا لفظ بھی ناجائز قرار دیتے ہیں اور ان کو اہل بیت بھی تسلیم نہیں کرتے۔ یہ دراصل خارجی مشن کے اثرات ہیں جو شعوری یا غیر شعوری طور پر اہل سنت کے عنوان سے پھیلائے جارہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ امت کے مجددین و محدثین وغیرہ بھی لفظ امام اور اہل بیت کے مفہوم سے نا آشنا رہے ہیں اور سنّیت کے نام سے یہ طریق تبلیغ و اصلاح مذہب اہل السنت والجماعت کو ہی مجروح کرنیوالا ہے

حضرت مجدّد کا ارشاد

امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔
پس محبت حضرت امیرؓ شرط تسنّن آمد و آنکہ ایں محبت ندارد از اہل سنّت خارج گشت و خارجی نام یافت۔ و آنکہ در محبت امیر طرف افراط اختیار کرد و زیادہ از انچہ شاید بوقوع آورد و غلو دراں محبت نمود و بہ سبب ردّ و طعن اصحاب خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام زبان کشود و ترک طریق صحابہ و تابعین و سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کرد

رافضی نام یافت

پس اہل سنّت متوسط اند درمیان افراط محبت امیر و درمیان تفریط آں محبت کہ روافض و خوارج اختیار کردہ اند الخ (پس امیر المومنین حضرت علی رضؓ کی محبت اہل سنّت ہونے کی شرط قرار پائی۔ اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہل سنّت سے خارج ہو گیا اور خارجی نام پایا۔ اور جس نے حضرت علی رضؓ کی محبت میں افراط و غلو اختیار کیا اور آپ کو ان کے اصلی مقام سے بڑھا دیا۔ اور حضور خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے خلاف ردّ و طعن کی زبان کھولی۔ اس نے رافضی نام پایا۔ پس اہل سنت حضرت علیؓ کی محبّت کے بارے میں اعتدال پر ہیں کہ نہ رافضیوں کی طرح آپ کی محبت میں غلو کرتے ہیں اور نہ خارجیوں کی طرح آپ کی محبت میں کمی کرتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ ص۵۱)

نیز حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں :۔ محبت امیر رفض نیست۔ تبرّی از خلفائے ثلثہ رفض است (حضرت علی رضؓ سے محبت رکھنا رفض و شیعیت نہیں ہے۔) رفض تو یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ (حضرت ابو بکر صدیق رضؓ حضرت عمر رضؓ فاروق اور حضرت عثمان رضؓ ذوالنورین) سے تبرّی (بیزاری) اختیار کی جائے (ص۵۲) فرماتے ہیں چگونہ عدم محبت اہل بیت در حق اہل سنّت گمان بردہ شود کہ آں محبت نزد ایں بزرگواراں

جزو ایمان است ۔" (یہ کیونکر گمان کیا جا سکتا ہے کہ اہل سنت کو
اہل بیت سے محبت نہیں ہے جبکہ اہل سنّت کے بزرگوں کے نزدیک
اہل بیت کی محبت جزو ایمان ہے ۔ اور وہ سلامتی خاتمہ کو ان کی محبت
کی پختگی کے ساتھ وابستہ مانتے ہیں الخ (صد ۵۲)
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں جا بجا سُنّی عقیدہ
کے برحق ہونے پر مضبوط دلائل پیش کرتے ہیں۔ حضرت علی رضؓ المرتضٰے کو
چوتھا برحق خلیفہ راشد تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضؓ نے
حضرت علی المرتضٰے سے جو اختلاف کیا وہ فروعی اور اجتہادی اختلاف تھا
حضرت معاویہ رضؓ کے خلوص نیّت پر شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت علی رضؓ کا
موقف گو صحیح تھا لیکن اجتہادی غلطی کی وجہ سے حضرت معاویہ رضؓ پر طعن
نہیں کر سکتے۔ لیکن حضرت مجدّد الف ثانی یزید کو صالح و مصلح نہیں مانتے
بلکہ اسے فاسق قرار دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :۔ یزید بے دولت از زمرہ
فسقہ است (یزید بے نصیب فاسقوں کے زمرہ میں شامل ہے۔" (مکتوبات
امام ربانی جلد اول صد ۲۷۵) یہاں بطور نمونہ حضرت مجدد الف ثانی کے
ارشادات اس لئے پیش کر دیئے گئے ہیں تاکہ اہل السنت والجماعت
کو معلوم ہو جائے کہ امام حسین رضؓ وغیرہ ائمہ اہل بیت کی محبت جزو ایمان

ہے اور آجکل خارجیت سے متاثر یا مذہب اہل سنّت سے ناواقف بعض سُنّی مسلمان بھی جو بلا تامّل یہ کہدیا کرتے ہیں کہ حُسین رضؓ قتل کئے گئے تو کیا ہوا وہ یزید کے مقابلے میں کیوں گئے تھے وغیرہ۔ تو اس قسم کی گستاخانہ باتوں سے امام حسین رضؓ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ گستاخی کرنیوالے اپنے ایمان کا ہی نقصان کرتے ہیں۔ حضرت امام حسین رضؓ کوئی آجکل کے سیاسی لیڈر تو نہیں ہیں کہ ان کے متعلق اپنے اپنے جذبات کے تحت تبصرہ کر لیا جائے۔ اور سُنی مسلمان کیونکر گستاخی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ جبکہ مذہب اہل سنّت کی کتب حدیث میں ان کے مخصوص فضائل مذکور ہیں۔ مثلاً (۱) مشکوٰۃ شریف میں ہے:۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ۔ رواہ الترمذی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حَسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے (۲) عن انس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای اھل بیتك احب الیك قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمۃ اُدعی لی ابنیّ فیشمھما و یضمّھما الیہ رواہ الترمذی (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپکو اپنے اہلِ بیت میں سے سب سے زیادہ پیارے کون ہیں

تو فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ . اور آپ حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے دونو بیٹوں کو میرے پاس بلالو. پھر آپ ان دونو کو سونگھتے اور اپنے گلے سے لگا لیتے۔ یہ حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے۔) ۳۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حُسیناً حسینٌ سِبطٌ مِن الاسباط۔ رواہ الترمذی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ جو شخص حسین سے محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ حسین میری بیٹی کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے۔ (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین دونو کے متعلق فرمایا۔ اللھم انی اُحبھما وَ اَحبھما وَ اَحِب من یحبھما رواہ الترمذی۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونو سے محبت رکھ اور اس شخص سے بھی محبت رکھ جو ان دونو سے محبت رکھتا ہے ۔ (یہ حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے)۔

مندرجہ احادیث میں سے حدیث ۲،۱ سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ امام حسن اور امام حسین بھی اہل بیت میں شامل ہیں. اور یہ عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے از روئے قرآن اہل بیت ہونے کے منافی نہیں ہے. چنانچہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ

احزاب کی آیت تطہیر کے تحت لکھتے ہیں کہ :- بہر حال اہل بیت میں اس جگہ ازواج مطہرات کا داخل ہونا یقینی ہے بلکہ آیت کا خطاب اولاً ان ہی سے ہے لیکن چونکہ اولاد و داماد بھی بجائے خود اہل بیت ، (گھر والوں) میں شامل ہیں بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ مسند احمد کی ایک روایت میں اَحق کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے آپ کا حضرت فاطمہ۔ علی۔ حسن۔ حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لیکر اللھم ھؤلاء اھل بیتی وغیرہ فرمانا یا حضرت فاطمہ کے مکان کے قریب گذرتے ہوئے الصلوٰۃ اھل البیت یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ سے خطاب کرنا اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج کے حق میں ہوا اور انہی سے تخاطب ہوا ہے مگر یہ حضرات بھی بطریق اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلت تطہیر کے اَہل ہیں۔ باقی ازواج مطہرات چونکہ خطاب قرآن کی اوّلیں مخاطب تھیں اس لئے اسکی نسبت اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ (فوائد ترجمہ شیخ الہند مولینا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا)۔ بہر حال احادیث شریف کی روشنی میں سُنّی مذہب کے اندر رہ کر کوئی شخص ان حضرات کے اہل بیت اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول و محبوب ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ اسلئے

محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب "خلافت معاویہؓ و یزید" میں صحیح مسلم شریف کی مندرجہ حدیث کو وضعی (من گھڑت) قرار دے دیا ہے جس میں حضرت علی وغیرہ ائمہ کے لئے اللھم ھؤلاء اھل بیتی فرمایا گیا ہے۔ بہر حال عباسی کی "خلافت معاویہ و یزید" ہو یا ابوالاعلیٰ مودودی کی "خلافت وملوکیت" دونوں میں افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ اور دونو کتابیں اپنے اپنے دائرہ میں خلفائے راشدین۔ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے متعلق سواد اعظم اہل سنّت کے صحیح عقائد کو مجروح کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت حق ان جدید نظریات باطلہ سے امّت مسلمہ کو محفوظ رکھیں۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

ماتم و تعزیہ کے مظاہرے

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر ائمہ اہل بیت کے متعلق مختصر طور پر مذہب اہل السنت والجماعت کا برحق عقیدہ اوپر لکھدیا گیا ہے۔ حضرت امام حسین شہید ہیں اور جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ لیکن روافض نے جس طرح ان کو انبیائے سابقین علیہم السلام پر فضیلت دے کر غلو اختیار کیا ہے اسی طرح انہوں نے شہید کربلا کی یادگار میں نوحہ و ماتم سینہ کوبی۔ زنجیر زنی اور تعزیہ و دلدل (ذوالجناح) کے جلوسوں اور مظاہروں کو امام حسینؓ کی محبت کا شرعی تقاضا اور کار ثواب سمجھا ہوا ہے۔ یہ حضرت امام کے مشن اور مقصد حیات کے بالکل خلاف ہے۔ محبت شرعی کا تقاضا محبوب کی اتباع ہے۔

نہ کہ خلاف ورزی۔ اگر تحقیق و انصاف سے کام لیا جائے تو شیعہ مذہب کی احادیث کے تحت بھی یہ مروجہ ماتمی افعال شرعاً ناجائز ہیں جن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خود امام حسین رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ (۱) دور حاضر کے مشہور شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے سورۃ الممتحنہ کی آیت وَلَا یَعۡصِیۡنَکَ فِیۡ مَعۡرُوۡفٍ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے مکہ فتح کیا تو مردوں نے بیعت کی پھر عورتیں بیعت کرنے آئیں تو خدا نے یہ پوری آیت نازل فرمائی۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ۔ اس وقت ہندہ نے تو کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کو جبکہ وہ چھوٹے تھے پرورش کیا اور جب وہ بڑے ہوئے تو آپ نے قتل کر ڈالا اور اُمّ الحکم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھی یہ عرض کی کہ وہ نیکی جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو۔ اپنے منہ نہ نوچو۔ اپنے بال نہ کھولو اپنے گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ رنگو۔ اور ہائے وائے کرکے نہ رؤو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی باتوں پر جو آیت و حدیث میں مذکور ہیں بیعت لینی چاہی۔" (ترجمہ مقبول۔

استقلال پریس لاہور بار پنجم تعداد ایکہزار)۔ اور یہی حدیث تفسیر قمی میں بھی منقول ہے (۲) میدان کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ حضرت زینب کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ:۔ اے خواہر گرامی تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ جب میں شہید ہو کر بعالم بقا رحلت کروں گریبان چاک نہ کرنا اور منہ نہ نوچنا۔ واویلا نہ کرنا۔ پس اپنی حرم کو فی الجملہ تسلّی و دلاسہ دے کے تہیہ سفر آخرت درست کیا۔" (جلاء العیون مترجم اردو جلد دوم ص۱۷ مصنّفہ علامہ باقر مجلسی مطبوعہ انصاف پریس لاہور)۔ شیعہ مذہب کی تفاسیر و احادیث کی بناء پر تو یہ ماتمی افعال و رسوم ناجائز ہیں۔ جنکو امام حسین کی محبت و یادگار کے نام سے ملک میں پھیلایا جا رہا ہے۔ لیکن شیعہ فرقہ کے علماء اگر مروجہ ماتم کو کارِ ثواب ہی قرار دیتے ہیں تو وہ جو چاہیں اختیار کریں۔

اہلِ سُنّت کی خدمت میں

مگر مسلمانانِ اہل السنّت والجماعت کیلئے تو ان ماتمی افعال کے جائز ہونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ دیوبندی ہوں یا بریلوی اہل سنت کے علماء ماتم و تعزیہ وغیرہ کو ناجائز اور حرام ہی قرار دیتے ہیں اور علمائے اہل حدیث کے نزدیک بھی یہ امور ناجائز ہی ہیں۔ مسئلہ ماتم کے موضوع پر میرا ایک مختصر رسالہ" ہم ماتم کیوں نہیں کرتے" اور ایک ضخیم کتاب

بشارت الدارین صفحات ۶۱۷ شائع ہو چکے ہیں جن میں اہل سنّت کے دلائل اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات کی تفصیل موجود ہے یہاں بطور اختصار بعض حوالجات حسب ذیل ہیں :۔

(۱) جنگِ اُحد میں کفار قریش کے مقابلہ میں ستّر اصحابؓ شہید ہوئے تھے۔ اور خود حضورؐ رحمت للعلمین کے دندانِ مبارک بھی شہید ہوئے۔ طبعًا یہ المناک واقعہ تھا لیکن شرعی پہلو سے چونکہ ان اصحاب کو شہادت کا بلند مقام نصیب ہوا۔ اور ان کی یہ قربانی قابل فخر تھی۔ راہِ حق میں مصائب و تکالیف کی وجہ سے ہی مجاہدین کے کمالات صبر و استقامت نمایاں ہوتے ہیں اور مومنین کے اس قسم کے امتحانات میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شہدائے اُحد کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ لَا تَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (پارہ ۴۔ سورۃ آل عمران رکوع ۱۴) "اور نہ تم سست ہو اور نہ غم کھاؤ اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے"۔ اس آیت میں جب اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو شہدائے اُحد کا غم باقی رکھنے سے منع فرما دیا ہے تو غم و الم کی بنیاد پر ماتم کی ہر شکل شرعًا ممنوع قرار دی جائیگی۔ شاعر اسلام حفیظ جالندھری نے شہدائے احد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنے اشعار میں کیا خوب بیان کیا ہے ؎

ہوا ارشاد بیشک قدرتی ہے غم جدائی کا ۔۔۔ مسلماں کو نہیں واجب مگر شیوہ دہائی کا

تمہیں اسلام صبر و ضبط کی تلقین کرتا ہے ۔۔۔ صبوری کی خدائے پاک خود تحسین کرتا ہے

شہید اک مقصدِ اعلیٰ کی خاطر دے کے قربانی ۔۔۔ نوید زندگی لاتے ہیں بہر نوعِ انسانی

ہمیشہ احترام انکا فروغ آدمیت ہے ۔۔۔ مگر یہ پیٹنا رونا تو رسمِ جاہلیت ہے

نہ جانو مردہ آب تیغ کے لذت چشیدوں کو ۔۔۔ خدا ضائع نہیں کرتا کبھی اپنے شہیدوں کو

لہٰذا یہ بکا۔ یہ پیٹنا۔ یہ سوگ یہ ماتم ۔۔۔ یہ کپڑے پھاڑ لینا بین کرنا بیٹھ کر باہم

کرو پرہیز ان سے جاہلیت کی ہیں یہ باتیں ۔۔۔ بجائے انکے لازم شکر حق ہے اور مناجاتیں

یہ ارشادات والا سُن کے لوگوں کو سکوں آیا ۔۔۔ سمجھ میں معنیٔ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُوں آیا

ہوا امت کا شیوہ آج سے ضبط و شکیبائی

مٹی افسردگی۔ گلزار ہستی میں بہار آئی

(شاہنامہ اسلام جلد ۲ صہ ۶۵)

(۲) صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَۃِ (وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخسارے پیٹے اور گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی طرح پکارے چلّائے۔) سیرت کی مشہور کتاب رحمت للعٰلمین جلد اوّل میں فتح مکہ کے بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت کے متعلق لکھا ہے کہ:۔ عورتوں سے

یہ بھی اقرار لئے جاتے تھے:۔ کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی۔ طمانچوں سے چہرہ نہ پیٹیں گی۔ نہ سر کے بال کھولیں گی۔ نہ گریبان چاک کریں گی نہ سیاہ کپڑے پہنیں گی۔ نہ قبر پر سوگواری میں بیٹھیں گی۔"

قرآن وحدیث کے ان واضح ارشادات کے بعد کیا کوئی سُنّی عالم مروجہ ماتمی مظاہروں کے دیکھنے سننے کا فتویٰ دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علمائے اہل السنّت والجماعت اس قسم کے ماتمی منکرات کی واضح تردید کرکے امت کی رہنمائی فرماتے رہے ہیں چنانچہ (۱) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مجلس ماتم کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔ اس مجلس میں بہ نیّت زیارت وگریہ زاری کے بھی حاضر ہونا ناجائز ہے۔ اسواسطے کہ اس جگہ کوئی زیارت نہیں کہ زیارت کیواسطے جائے اور وہاں چند لکڑی جو تعزیہ دار کی بنائی ہوئی ہے وہ قابل زیارت نہیں بلکہ مٹانے کے قابل ہے الخ (ب) اور فاتحہ ودرود پڑھنا فی نفسہٖ درست ہے لیکن ایسی جگہ یعنی مجلس تعزیہ داری میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ ایسی مجلس اس قابل ہے کہ مٹا دی جائے اور ایسی مجلس میں نجاست معنوی ہوتی ہے اور فاتحہ ودرود اس جگہ پڑھنا چاہیے جو نجاست ظاہری وباطنی سے پاک ہو۔ الخ (فتاویٰ عزیزی صہ ۱۶۵ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)۔

(۲) دیوبندی مسلک کے عظیم مقتداء قطب الارشاد حضرت مولینا رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ میں حسب ذیل سوال و جواب منقول ہے۔

سوال :۔ یوم عاشورہ کو یوم شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گمان کرنا و احکام ماتم و نوحہ و گریہ زاری و بے قراری کے برپا کرنا اور گھر گھر مجالس شہادت نامہ منعقد کرنا اور واعظین کو بھی بالخصوص ان ایام میں شہادت نامہ یا وفات نامہ بیان کرنا خاص کر روایات خلاف و ضعیف سے۔ اور یہ کل امور بدعات و معصیت ہیں یا نہیں۔ بَیِّنُوْا وَتُوْجَرُوْا

جواب :۔ ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بمشابہت روافض کے منع ہے اور ماتم و نوحہ کرنا حرام ہے۔ الخ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰۵)

(ب) سوال :۔ غم کرنا امام حسینؓ کا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ غم اسوقت تھا جب آپ شہید ہوئے۔ تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۷۴)۔

(۳) بریلوی مسلک کے امام حضرت مولینا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم کے فتاویٰ میں ہے۔ (۱) محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت جائز ہے یا نہیں ؟ (الجواب) ناجائز ہے کہ وہ مناہی اور منکرات سے مملو ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (عرفان شریعت صفحہ ۱۵)

(ب) تعزیہ بنانا اور اس پر نذر نیاز کرنا۔ عرائض بامید حاجت برائی لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اسکو داخل حسنات جاننا کتنا گناہ ہے؟

(الجواب) افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت و ممنوع و ناجائز ہیں انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت اور مذہب اہل سنت ماننا اس سے سخت تر و خطائے عقیدہ جہل اشد ہے۔ (رسالہ تعزیہ داری ص۱۵)

(ج) تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض و روگردانی کریں۔ اس طرف دیکھنا ہی نہ چاہیے۔ (عرفان شریعت حصہ اول ص۱۵)۔

یادگار حسین رضؓ

جب مروجہ افعال ماتم قرآن و حدیث کے ارشادات کے تحت حرام ہیں اور علمائے اہل السنت والجماعت بھی ہمیشہ ان کو حرام کہتے چلے آرہے ہیں۔ تو ان ممنوع اور ناجائز افعال کے ذریعہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہدائے کربلا کی یادگار منانا کتنا گناہ ہوگا۔ جب منہ پیٹنے اور سینہ کوٹنے سے خود حضرت امام نے منع فرمایا ہے۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے بھی ان افعال کی ممانعت ثابت ہے اور خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فتح مکہ کے موقعہ پر ان رسوم جاہلیت سے منع فرما دیا ہے۔ تو پھر حضرت حسین رضؓ اور دیگر شہدا کی ارواح کو ان ممنوع

افعال سے کیونکر خوشی ہوسکتی ہے؟ تعجب ہے کہ جنگ بدر اور جنگ احد کے شہدائے عظام کی یادگار تو امتِ محمدیہ میں ماتم و تعزیہ کی صورت میں رواج پذیر نہیں ہے۔ (اور نہ ہی ہونی چاہیے) تو امام حسینؓ کی شہادت کی یادگار ان منکرات شرعیہ کے ذریعہ کیوں منائی جاتی ہے؟ ایام محرم اور چہلم کی مجالس ماتم اور جلوس تعزیہ و ذوالجناح کی پاکستان میں جس طرح بذریعہ اخبارات ورسائل بلکہ بذریعہ ریڈیو و ٹیلیویژن تشہیر کی جاتی ہے کیا پاکستان کے مقصد قیام لا الٰہ الا اللہ کے یہی تقاضے ہیں؟ کوئی مانے یا نہ مانے علمائے اہل السنت والجماعت کا یہ فریضہ ہے کہ مسلمانان پاکستان کو ان منکرات شرعیہ سے بچانے کی کوشش کریں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علمائے اسلام کے فرائض میں سے ہے۔ اے سُنّی مسلمان! حضرت حسینؓ کی یادگار نوحہ و ماتم اور دُلدل و تعزیہ نہیں بلکہ امام ھُمام کی یادگار عبادتُ اللہ۔ نماز۔ تلاوت قرآن ذکر و درود۔ تبلیغ حق۔ اتباع سنّت۔ تحفظ شریعت۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر اور صبر و استقامت ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علی المرتضٰیؓ کی عقیدت و پیروی میں اپنی مقدس حیات کے لمحات گذارے ہیں۔ آج حسینی مشن کی صحیح یادگار

یہ ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت راشدہ کے احیاء کے لئے سرتوڑ کوششیں کی جائیں۔ خلافت راشدہ اور "حق چار یار" کے اعلان حق کی گونج پاکستان میں پیدا کی جائے۔ یہی کلمہ اسلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا صحیح تقاضا ہے ؎

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
ہمیں ہے حکم اذاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

سُنّی مساجد کا تقدس

پاکستان کے سُنّی مسلمانوں کا ہر حکومت سے یہ مطالبہ رہا ہے کہ شیعوں کے ماتمی جلوسوں کے لائسنس منسوخ کر کے فرقہ شیعہ کی ماتمی رسوم کو انکے امام باڑہ میں محدود کر دیا جائے۔ لیکن ملک کے موجودہ بحرانی دور کے پیش نظر فوجی عبوری حکومت سے پاکستان کے سواد اعظم " اہل السنت والجماعت کی طرف سے کم از کم یہ ملک گیر مطالبہ لازم ہے کہ چونکہ سُنّی مذہب کے عقائد کے تحت یہ جلوس ماتم و تعزیہ ناجائز اور حرام ہیں اور حسب ارشادات علمائے اہل سنت ان کا دیکھنا اور سننا بھی ناجائز ہے۔ اور سُنّی مساجد کی گلیوں میں ان ماتمی افعال کا مظاہرہ مساجد کے احترام و تقدس کے خلاف ہے۔ اس لئے فوری آرڈیننس کے ذریعہ شیعہ ماتمی جلوسوں کو اس امر پر پابند کر دیا

جلائے کہ وہ سُنّی مساجد کی گلیوں میں سے بلا نوحہ و ماتم خاموشی
سے گذر جائیں۔ اس سلسلے میں سُنّی قرارداد اس رسالہ کے آخر
میں شائع کی جارہی ہے۔ اس کے مطابق ہر جگہ سے زیادہ سے
زیادہ قراردادیں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو ارسال کر کے
مساجد کے احترام و تقدس کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ خطیب مدنی جامع مسجد
چکوال ضلع جہلم و بانی تحریک خدام اہل سنت
پاکستان۔

۲۱ محرم ۱۳۹۸ھ
یکم جنوری ۱۹۷۸ء

کتابت۔ محمد اعظم خوشنویس ادارہ اعجاز الکتابت راولپنڈی

ڈی۔ ایس پرنٹرز راولپنڈی

تحریک خدام اہلسنت و الجماعت
ساہیوال ضلع سرگودھا

سُنّی قرارداد

مساجد کا احترام ملحوظ رکھا جائے

ایام محرم اور چہلم کے موقعہ پر عموماً شیعہ فرقہ کے لوگ تعزیہ اور ذوالجناح کے جلوس نکالتے ہیں اور سُنّی مساجد کی گلیوں میں بھی شیعہ ماتمی جلوس نوحہ و ماتم اور سینہ کوبی اور زنجیر زنی کے مظاہرے کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ماتمی افعال و رسوم سُنّی مذہب کے عقائد کے تحت ناجائز اور حرام ہیں۔ جن کی وجہ سے مساجد کا شرعی احترام و تقدس مجروح ہوتا ہے۔

اس لئے ہم مسلمانان اہل السنت والجماعت جنرل ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایک فوری آرڈیننس کے ذریعہ شیعہ ماتمی جلوسوں کیلئے یہ حکم نافذ کردیں کہ وہ سنی مساجد کی گلیوں میں کسی قسم کا کوئی نوحہ و ماتم نہ کریں اور خاموشی کیساتھ وہاں سے جلدی جلدی گذر جائیں۔

دستخط ....

تحریک خدام اہلسنت و الجماعت
ساہیوال ضلع سرگودھا